19

عہد کی پابندی کی اہمیت

(فرمودہ ۸ر جون ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ کی صنعت اور خلقت کی طرف دیکھیں تو ایک عجیب قاعدہ نظر آتا ہے۔ اس قاعدہ پر غور کرنے سے بہت سے سبق ملتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جتنی مخلوق ہے وہ سچ بولنے کی عادی ہے۔ راہ راست پر جا رہی ہے۔ جھوٹ نہیں بولتی۔ مخلوق سے مراد وہ مخلوق نہیں جو کلام کرتی ہے بلکہ وہ جو انسان نہیں۔ نہ سچ سے مراد وہ سچ ہے جسے عرف عام میں ہم سچ کہتے ہیں بلکہ مخلوق سے مراد بے جان مخلوق ہے اور سچائی سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک رنگ پر چلتی ہے۔ دھوکہ نہیں دیتی۔ مثلاً آگ ہے وہ جلاتی ہے۔ لکڑی کا ایک گٹھڑ لاؤ۔ یا کسی اور جلانے والی چیز کا۔ اس کو جلا ڈالے گی۔ اور لاؤ اور اس پر ڈال دو وہ بھی جل جائے گا۔ تیسرا گٹھا لاؤ وہ بھی جل جائے گا اور آگ میں پانی ڈالا جائے تو وہ اس کو بجھا دے گا اور تمام پانی یہی فعل کریں گے۔ تمام آگیں ایک ہی کام کریں گی۔ گرمی ایک کام کرتی ہے اور سردی اپنا ایک کام کرتی ہے۔ غرض ہر ایک چیز ایک دفعہ اپنی جو حقیقت ظاہر کرتی ہے وہ حقیقت بدلتی نہیں۔ سردی انجماد پیدا کرتی ہے اور گرمی سے اشیاء پھیلتی ہیں۔ بیش ایک قسم کا زہر ہے۔ بیش نر تریاق ہے۔ جس کو ہمارے ہاں جدوار کہتے ہیں۔ بعض زہروں میں اس کا دینا زہر کی مضرت کو دور کرتا ہے۔ یہ تو ممکن ہے کہ ہم ان زہروں کی شناخت میں دھوکہ کھا جائیں لیکن یہ نہیں کہ اس کا اثر نہ ہو۔ اگر صحیح طور پر دیا جائے مثلاً تصویر پر جو آگ بنائی گئی ہو۔ اس پر اگر پانی ڈالا جائے گا تو آگ نہیں بجھے گی۔ البتہ وہ تصویر خراب ہو جائے گی۔ اس سے ثابت ہوا کہ پانی کی تاثیر تو موجود ہے مگر اس کا محل استعمال غلط ہو گیا۔ اسی طرح نر بیش کا اگر فائدہ نہ ہو تو اس کے یہ معنے نہیں کہ اس سے فائدہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس زہر میں نہ دیا جس میں اس کا دیا جانا مفید ہوتا ہے۔ یا مثلاً کونین بعض قسم کے بخاروں میں مفید ہوتی ہے۔ ہر ایک بخار میں نہیں۔ جس میں فائدہ کرتی ہے اس میں مفید ہوتی ہے۔ اگر کونین کسی بخار میں فائدہ

نہیں ظاہر کرتی تو اس کے یہ معنے نہیں کہ کونین مفید نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بخار کی صحیح تشخیص نہیں ہوئی۔

غرض اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں صداقت نظر آتی ہے۔ اس کا دنیا کو فائدہ پہنچ رہا ہے کیونکہ اس سے انتظام صحیح چلتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو انتظام بگڑ جائے۔ اگر آگ ہمیشہ جلانے کی بجائے کبھی ٹھنڈا بھی کرتی تو بہت مشکل پڑتی۔ مثلاً آگ کے ذریعہ روٹی پکتی ہے۔ اگر کبھی ایسا ہوتا کہ روٹی پکنے کی بجائے پانی ہو کر بہ جاتی تو کس طرح مشکل پڑتی۔ آج جس طرح ایک جاہل سے بھی جاہل روٹی یقین سے پکاتا ہے اس وقت یہ یقین اٹھ جاتا۔ اسی طرح پانی پیاس بجھاتا ہے۔ اگر یہ ہوتا کہ کبھی پیاس بڑھا بھی دیتا۔ ٹھنڈ پہنچانے کی بجائے آگ لگاتا تو تمام دنیا کا کام درہم برہم ہو جاتا۔

ہمیں اس قانون سے فائدہ یہ ہے کہ ہر ایک چیز اپنے کام میں ہے۔ اگر وہ چیز اپنا کام چھوڑ دے تو نتیجہ خراب پیدا ہوگا۔ عورت آٹا گوندھتی ہے اس کو یقین ہے کہ جب آٹے میں پانی ڈالا جائے گا تو وہ گوندھا جائے گا۔ لیکن اگر اس کا یہ یقین اٹھ جائے اور اس کو معلوم ہو کہ آٹا پانی ملنے سے کبھی آگ بھی بن جایا کرتا ہے تو وہ کب گوندھنے کی کوشش کرے گی۔ یا اگر پانی کے متعلق یہ معلوم ہو کہ کبھی پیاس بجھانے کی بجائے پیاس کو اور بھڑکاتا اور انتڑیوں کو کاٹ ڈالتا ہے تو کون ہے جو اس کو پینے کی جرأت کرے گا۔

پس معلوم ہوا کہ تمام مخلوق میں یہ قانون ہے کہ ہر چیز اپنی حدود کے اندر ہے اور وہی کام کرتی ہے۔ جو قدرت نے اسے سپرد کیا ہے۔ مگر انسان کو کیوں خرابی حاصل ہوتی ہے اس لئے کہ یہ اس طریق کو چھوڑ دیتا ہے۔ مثلاً تاجروں کا دیوالہ کیوں نکلتا ہے اس لئے کہ لوگ ادھار لیتے ہیں اور وقت مقررہ پر نہیں دیتے اس لئے سوداگر کا دیوالہ نکل جاتا ہے۔ گورنمنٹ کمزور کیوں ہو جاتی ہے اس لئے کہ اس کو ٹیکس وصول نہیں ہوتا۔ رعایا کیوں کمزور ہوتی ہے اس لئے کہ حکومت ان کی ضروریات پوری نہیں کرتی۔ دوسرے کام کیوں خراب ہوتے ہیں کہ افسر اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کرتے اور ماتحت اپنے کام میں غفلت کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حکومتیں مٹ جاتی ہیں۔ لیکن جب تک ہر ایک شخص اسی قانون پر عمل نہ کرے جو قانون عام نظر آتا ہے کہ ہر ایک چیز اپنا فرض ادا کرے تو کوئی کام درست نہیں ہو سکتا۔

جب ہر ایک شخص اپنا فرض ادا کرتا ہے تو اس کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ اللہ کے فرمانبردار بندے کبھی اپنے عہد سے غافل نہیں ہوتے۔ جو شخص اپنے عہد بیعت پر قائم ہو وہ ہلاک نہیں ہوتا۔ دنیا میں ہر ایک سچا سلسلہ ایک شخص سے چلا ہے۔ جو شخص خدا سے اقرار کرتا اور اس کو نبھاتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے اقرار کیا اور پھر اس عہد کو نبھایا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دنیا ان کی طرف کھنچ کر آگئی۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عہد کی پابندی نہ کرتے جو آپ نے خدا سے کیا تھا تو لاکھوں انسان کیسے کھنچ سکتے تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں صدق کی طاقت بدرجہ کمال تھی۔ اور آپ کے صدق نے لاکھوں کو کھینچ لیا تھا۔ غور کرو لوہے کی ایک لٹھ جس قدر بوجھ اٹھا سکتی ہے جھاڑو کے ہزار تنکے اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ اسی طرح جو لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ وہ دنیا کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ فرق یہی ہے کہ دوسروں میں اس بات کی کمی ہوتی ہے۔

اُحد کی جنگ میں نتیجہ کیا ہوا تھا اور کیوں ہوا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچی اور صحابہ کو بھی سخت تکلیف کا سامنا ہوا۔ اس لئے کہ انہوں نے آنحضرتؐ کے حکم کی خلاف ورزی کی تھی۔ اسی کا یہ نتیجہ خراب تھا۔

ہماری جماعت بھی ایک عظیم الشان کام کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ یاد رکھو تمہارے منہ کی باتیں اور اخلاص کا اظہار تمہیں کامیاب نہیں کرے گا جب تک ان اصول حقہ کی اور اقرار بیعت کی پابندی نہ کرو۔ جس طرح کونین مفید نہیں ہو سکتی جب تک اسی بخار میں نہ دی جائے جس میں مفید ہو سکتی ہے۔ اسی طرح تمہارا اخلاص کا اظہار بے اثر ہوگا اگر تم اخلاص کے پابند نہ ہو گے۔

افسوس ہے کہ بہت لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے زندگیاں وقف کرنے کے لئے لوگ آگے بڑھے مگر اب جبکہ محکمہ نے ان کو بلایا تو بعض خاموش ہو گئے۔ خط کا جواب ہی نہ دیا اور کچھ نے عذر کیا کہ ہم اس وقت نہیں جا سکتے۔ کیا ایسی فوج کے ساتھ کوئی جرنیل میدان میں جا سکتا ہے حالانکہ فوج کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ کوئی عذر نہیں سنا جاتا۔ اور اسلام بھی کہتا ہے **کانھم بنیان مرصوص** اگر میدان سے آنے والوں کی جگہ پر پورے آدمی نہ جائیں تو ہمیں تین مہینہ کام کرنے کا کیا فائدہ ملے گا۔

یاد رکھو کوئی کامیابی نہیں ہو سکتی جب تک فوجی نظام کے ماتحت ہم کام نہ کریں۔ پس یہ افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگوں نے یہ غلط طریق اختیار کیا ہے۔ قربانی کا وقت وہی ہوتا ہے جب اس کی ضرورت ہو اور کچھ چھوڑنا پڑے۔ ورنہ قربانی کی کیا ضرورت ہے۔ بے فائدہ عذر بنانے سے کہیں قربانی ہوا کرتی ہے؟ ایک شخص نے زندگی وقف کی ہے۔ اس کو افسر نے بلایا کہ تمہیں جانا چاہیئے۔ اس نے کہا کہ میں تو چار سال سے بیمار ہوں۔ اس شخص کا نام نہ پیش کرنا ہزار درجہ بہتر تھا بہ نسبت اس کے کہ اس نے یہ جواب دیا۔ ہم نے جب اعلان کیا تھا تو کیا ہم چاہتے تھے کہ جماعت کے بیمار اور اندھے لولے لنگڑے زندگی وقف کر دیں کہ انکو ہم بھیج دیں۔ ایسے لوگ جماعت کے دشمن ہیں اور ایسے لوگوں کی موجودگی میں کبھی کامیابی نہیں ہو سکتی۔ کیا وہ ماں باپ اپنے بچوں کے

دشمن ہونگے یا دوست جو بچوں کو سفر پر جاتے ہوئے کھوٹے روپیہ دے دیں کہ جہاں وہ جائیں اور کچھ خریدنے لگیں پکڑے جائیں۔ یقیناً ایسے ماں باپ بچوں کے دشمن ہیں۔ ہاں وہ ماں باپ بچے کے دوست ہیں جو بچے کو صاف طور پر کہدیں کہ ہمارے پاس کچھ نہیں جو ہم تم کو دیں۔ کیا کوئی جرنیل محض اس لئے خوش ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس بڑی فوج ہے حالانکہ اس کی حالت یہ ہو کہ وہ وقت پر ہتھیار ڈال دے۔ ایسے لوگ جماعت کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ مستحق ہیں کہ ان کو سزا دی جائے۔ یہ لوگ نفاق سے نام دیتے ہیں ان کو کس نے مجبور کیا تھا کہ وہ نام دیں تاکہ ان کی شہرت ہو۔

ایک شخص وہاں گیا ہوا ہے اس نے لکھا ہے کہ مجھے دفتر میں لگایا ہوا ہے۔ میں کسی طرح کام نہیں کر سکتا کیونکہ میرا بچہ بیمار ہے۔ کیا یہ شخص اگر فوج میں ملازم ہوتا تو اس طرح کہہ سکتا تھا کہ اگر اس کے سارے رشتہ دار مرجاتے تب بھی کچھ نہ ہوتا۔ کیا اس کے یہ معنے نہیں کہ وہ تلوار کے ڈر سے تو کام کر سکتے ہیں لیکن اخلاص سے کام نہیں کر سکتے۔ ایسے منافق طبع لوگوں کی سلسلہ کو ضرورت نہیں۔ جب تک خلوص کے لئے تلوار سے زیادہ جذبہ خدمت دین نہ ہو تو کوئی مستحق انعام نہیں ہو سکتا۔

میں نصیحت کرتا ہوں کہ دکھاوے کیلئے کوئی کام کرنا کچھ بھی نتیجہ خیز نہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو

اگر وہ ظالم ظلم نہیں چھوڑتا تو میں اپنی بے پروائی اور استغنا کی حالت کو کیوں ترک کروں اور اس طرح اس کے سامنے ذلیل ہوں۔ وہ اگر اپنے ظلم پر پختہ ہے تو میں بے پروائی پر پختہ رہوں گا۔ پس وہ شخص مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں اور مومن نہیں کہلا سکتا جب تک وہ اپنے عہد پر قائم نہ ہو۔ کیونکہ مومن وہ ہے جو خدا کے لئے نکلتا ہے اس کا فرض ہے کہ آگے آئے اور پیچھے قدم نہ رکھے۔ اگر وہ قدم آگے رکھ کر پیچھے ہٹاتا ہے تو یہ اس کے لئے قابل شرم ہے۔

پس چاہیئے کہ اپنا رویہ بدلو ورنہ ایسا ایمان خدا کے سامنے قیامت کے دن کام نہیں آئے گا۔ ایسی باتوں سے تم خدا کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ بلکہ اپنی جانوں کو دھوکے میں مبتلا کرتے ہو۔ خدا اسی کی قدر کرے گا جو خالص ہے جس میں عزت طلبی کا مادہ ہے۔ وہ اس میدان میں نہیں آسکتا۔ پس اپنے ایمان کی ترقی کی فکر کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر فضل کرے اور تمہاری کمزوریوں کو دور فرمائے۔ جو طاقتور ہیں ان کو کام کی توفیق دے اور ارادوں کے پورا کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(الفضل ۱۸؍ جون ۱۹۲۳ء)